شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۹

تقویٰ اور ولایت کا تلازم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تقویٰ اور ولایت کا تلازم

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۱۶؍ رمضان المبارک ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۲۴؍ دسمبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعہ

مقام : مسجد اشرف، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرتِ والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۷؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۵؁ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

عنوانات

تقویٰ اور ولایت کا تلازم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۳﴾[۱]

فرضیتِ صوم کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی فرضیت کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ ہم نے رمضان کے روزے اس لیے فرض کیے ہیں تاکہ تم متقی ہو جاؤ، جب ایک مہینے تک حلال نہیں کھاؤ گے تو حرام سے بچنے کی تربیت خود ہی ہو جائے گی۔

آج میں گناہوں سے بچنے کا حوصلہ اور ہمّت اور نفس کے برے تقاضوں کی آگ بجھانے کا مضمون بیان کروں گا ان شاء اللہ۔ نفس کے برے تقاضوں کی آگ بجھانے کے لیے ایک اہم مضمون جو بالکل نیا اور جدید ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے کہ کیسے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے قلب کا قبلہ صحیح رکھنا ہے۔ یہ دو مضمون ہیں لیکن اس سے پہلے دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

---

[۱] البقرۃ:۱۸۳

رمضان کا پہلا عشرہ مغفرت کا ہے پھر رحمت کا ہے لیکن بعض روایات میں پہلے رحمت کا عشرہ ہے، کبھی بخشش سے پہلے رحم آتا ہے کہ اس بندہ کو معاف کردو لہٰذا جس روایت میں پہلے رحمت کا عشرہ ہے اس میں رحم پہلے آیا ہے اور بخشش بعد میں آئی ہے اور جس میں مغفرت کا عشرہ پہلے آیا ہے اس میں یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بخش دیا تو رحم آگیا کہ اب اس کا جیب خرچ وغیرہ جاری کردو تَفَضَّلْ عَلَيْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِاَفَانِيْنِ الْعِقَابِ[۲] یعنی جب بخش دیا تو اب اس کو ساری نعمتوں سے نوازش کردو۔

مسنون وظائف برائے رمضان

لوگ پوچھتے ہیں کہ رمضان میں کون سے وظیفے زیادہ پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو وظیفہ عطا فرمایا ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی اور وظیفے کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے وظیفوں سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں الّا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کوئی وظیفہ کسی اور جگہ بیان ہوا ہو۔

رمضان المبارک میں کثرت سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھنے کی تاکید آئی ہے اور کثرت کی تعداد جو بزرگوں نے بتائی ہے وہ کم سے کم تین تسبیح ہے۔ عربی میں جمع تین سے شروع ہوتا ہے جو کثرت کی علامت ہے۔ نمبر دو استغفار کی کثرت۔ نمبر تین کثرت سے جنّت کی دعا کرنا۔ اور نمبر چار وظیفہ ہے دوزخ سے کثرت سے پناہ مانگنا۔ اس کے علاوہ کثرتِ تلاوتِ قرآن کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآنِ پاک کا دور کرتے تھے۔ تمام ملائکہ کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اور سارے نبیوں کے سردار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں قرآنِ پاک کا دور کرتے تھے۔[۳] قرآن پاک کا دور کرنا سنتِ جبرئیل اور سنتِ پیغمبری ہے۔ رمضان کے مہینہ میں حافظ حضرات آپس میں قرآن پاک کا جو دور کرتے ہیں یہ ثابت بالسنّہ ہے، یہ سنّتِ پیغمبری اور سنّتِ جبرئیل علیہ السلام ہے لہٰذا اس سنّت کو بھی زندہ کیا جائے۔ ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق

[۲] روح المعانی: ۱۱/۴۲، ذُکر تفسیرہ فی سورۃ التوبۃ (۱۱۷)، دار احیاء التراث، بیروت
[۳] صحیح البخاری: ۱/۴۵۸ (۳۲۳۱)، باب ذکر الملائکۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

صاحب دامت برکاتہم جب بھی جہاز میں بیٹھتے ہیں فرماتے ہیں کہ آپس میں ایک ایک سورت کا دور کرلو۔ لہٰذا الحمد شریف یا کسی اور سورت کا دور کرکے اس سنّت کو زندہ کرتے ہیں۔

کلمے کا تقاضا کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ ان چار وظائف میں جو تقاضے پنہاں ہیں، پوشیدہ ہیں ان کا بھی خیال رکھیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم غیر اللہ سے اپنے قلب کو بچاتے رہیں اور اللہ سے چپکاتے رہیں، لَا اِلٰہَ ہمیں غیر اللہ سے چھڑاتا ہے، اگر خدا چاہتا تو بہت دن تک ہمیں لَا اِلٰہَ کراتا اور اِلَّا اللہُ نہ دیتا کہ پہلے غیر اللہ سے دل کو پاک کرو پھر اللہ پاک سے ملاقات کرو لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ بعض بندے تڑپ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا اللہ کب تک غیروں کو نکالتے رہیں، آپ ہمیں کب ملیں گے؟ اسی لیے فرمایا کہ غیروں کو نکالے جاؤ اور اللہ کو پاتے جاؤ۔ واہ کیا کرم ہے کہ غیر اللہ کا خروج ہوتا رہے اور اللہ کے نور کا دخول ہوتا رہے، غیر اللہ کا Exit ہوتا رہے اور اللہ کی تجلّی In ہوتی رہے تاکہ غیر اللہ کو نکالنے سے اور نظر کے بچانے سے ہمارا جو خونِ آرزو ہوا ہے اس کا خوں بہا بھی ساتھ ساتھ ملتا رہے، خوں بہا کے معنی ہیں خون کا معاوضہ۔ آہ کیا کریم مالک ہے!

شریعت میں بھی انسان کے قتل پر خوں بہا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے خونِ آرزو کے بدلے میں اپنی ذات دیتے ہیں یعنی آپ نے گناہوں کی چند خواہشات کو نکالا، اپنی حرام خواہشات کا خونِ آرزو کیا اور اس خونِ آرزو کے خوں بہا میں اللہ کی ذات مل رہی ہے۔ اللہ کتنا بڑا خالق ہے، کتنا بڑا مالک ہے لیکن مخلوق کے خوں بہا پر خالق کی ذات مل رہی ہے کہ اگر تم خونِ آرزو کرلو تو تمہیں حلاوتِ ایمانی اور اللہ مل جائے گا، تم اللہ والے بن جاؤ گے، تقویٰ کی برکت سے ولی اللہ بن جاؤ گے۔ کہاں تم نفس و شیطان کی دوست تھے اور کہاں رحمٰن کے دوست ہوگئے۔ اپنی دوستی تو دیکھو کہ تم کتنی بڑی ذات کی دوستی پاگئے۔

تقویٰ کی برکت سے حصولِ ولایت

دنیا کا بادشاہ کسی بھنگی اور معمولی شخص کو اپنا دوست کہنے سے شرماتا ہے لیکن اللہ نے

انسان کو گندے پانی اور گندے خون سے پیدا کر کے ایمان اور تقویٰ کی برکت سے گروہِ اولیاء میں شامل کر لیا اور ہم کو اپنا دوست بنالیا۔ یہ اللہ کا ظرف ہے، اللہ کا حوصلہ ہے، اللہ تعالیٰ کے کرم کی بلندیاں ہیں کہ اپنے غلاموں کو گندے پانی اور گندے خون سے تشکیل اور ترکیب دے کر فرماتے ہیں کہ یہ بندے ایمان و تقویٰ کی برکت سے میرے ولی ہو گئے۔

اللہ نے انسان جیسی ادنیٰ مخلوق کو جو لیٹرین نہ جائے تو پیٹ پھٹ جائے، اتنی گندگی کا حامل ہونے کے باوجود اس سے فرمایا کہ استنجاء کر کے وضو کر لو، تمہارے پیٹ میں جو ہے وہ میں بغیر الٹرا ساؤنڈ کے دیکھ رہا ہوں لیکن ہم تمہیں اپنے کرم سے اجازت دیتے ہیں کہ اسی حالت میں ہمارے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم کو کسی دوست کا پیشاب پاخانہ نظر آجائے تو تم اس کو قریب نہیں بٹھا سکتے۔ اگر کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے کہ آدمی کو دوسرے کے پیٹ کی غلاظت نظر آنے لگے تو آپ برداشت نہیں کر سکتے، قے ہو جائے گی، آپ کہیں گے کہ صاحب! ابھی کھانا کھایا ہے مجھے قے ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی لطافت کس قدر عالی ہے، اللہ تعالیٰ کا مزاج کتنا لطیف ہے پھر بھی اس کے کرم کی بلندیاں دیکھیے۔ اللہ کو سب کچھ نظر آرہا ہے، خدا الٹرا ساؤنڈ کا محتاج نہیں ہے، ایکسرے کا محتاج نہیں ہے، اسے سب نظر آرہا ہے کہ انسان کی انتڑیوں میں کیا کیا مال ہے، اگرچہ باہر سے کچھ نظر نہ آئے، نجاست حسیّہ جو پیٹ کے اندر پوشیدہ ہے اگر اس کا خروج نہ ہو اور ظہور نہ ہو تو تم ہمارے درباری ہو، وضو کر کے ہمارے دربار میں آسکتے ہو۔ جس طرح نجاست حسیّہ کا یہ حال ہے کہ جب تک اندر پوشیدہ ہے تو عیب کی کوئی بات نہیں ہے اسی طرح نجاست معنوی یعنی گناہوں کے تقاضوں پر جب تک عمل نہ کرو گے اور ان تقاضوں پر غالب رہو گے تو تم گروہِ اولیاء میں شامل رہو گے۔

اس کی مثال میں میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ روزے کا زمانہ ہے، دن میں سو دفعہ دل چاہا کہ فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر پی لیں۔ تو تقاضا تو ہوا مگر پیا نہیں، تقاضے کو برداشت کیا۔ تو بتایئے! اس کا روزہ ہے یا نہیں؟ بلکہ اس کو دوسرے روزے داروں سے زیادہ ثواب ملے گا بوجہ تقاضۂ مشروبِ بارِد، ٹھنڈے مشروب کا تقاضا تھا مگر پھر بھی نہیں پیا کہ میرے اللہ کا حکم ہے، جب اذان ہو جائے گی، جب مؤذن

اللہ اکبر کہے گا تب پئیں گے۔ دستر خوان پر دیکھتا ہے کہ دہی بڑا رکھا ہے، دل چاہتا ہے کہ دہی بڑا کھالوں مگر کان میں اللہ کی بڑائی کی آواز کا انتظار کر رہا ہے کہ دہی بڑا تو بڑا ہے مگر اللہ سب سے بڑا ہے لہٰذا جب تک اللہ کی بڑائی کی یعنی اذان کی آواز نہیں آئے گی ہم دہی بڑے کو ہاتھ نہیں لگائیں گے چاہے نفس کتنا ہی بڑبڑاتا رہے کہ پتہ نہیں یہ ملّا کب کھلائے گا۔

وساوسِ گناہ گھبرانے کی چیز نہیں ہیں

صوفی کو گناہوں کے وسوسوں سے نہ گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ نا امید ہونا چاہیے۔ لاکھ دل چاہے کہ حسینوں کو دیکھ لیں مگر تقاضائے معصیت سے کبھی نااُمید نہیں ہونا، بس ان تقاضوں پر عمل نہ کرو، جو عمل نہیں کرتا تو گویا کہ غلاظت پیٹ کے اندر ہے ابھی خارج نہیں ہوئی لہٰذا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر بہت زیادہ زور ہے تو لیٹرین چلے جاؤ اور بعد میں وضو کر لو اسی طرح تقاضائے معصیت میں حلال محل ہے تو وہاں چلے جاؤ اور حلال بیوی سے استفادہ کر لو، غیر رمضان میں رات میں بھی آپ تقاضا پورا کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ مختلف وسوسوں کا شکار رہتے ہیں کہ پتا نہیں ہم خدا سے دور تو نہیں ہو گئے۔ تو سمجھ لیجیے کہ وسوسہ کبھی دل کے اوپر ہوتا ہے جیسے آئینہ کے اوپر مکھی بیٹھ جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ آئینہ کے اندر ہے۔ معلوم ہوا کہ وسوسہ دل کے اندر نہیں ہے اوپر ہے اور ہمارے دل میں خدا ہے، یہ وسوسے دل کے اوپر ہی اوپر ہیں لہٰذا ان کی فکر ہی نہ کرو، یہ سب دل سے خارج ہیں۔ ہم اللہ کے دربار کے درباری ہیں اور ہم کو اللہ کی یاری حاصل ہے۔ بس یہ سوچنا ہی وسوسوں سے نجات کے لیے کافی ہے۔

مسئلۂ تقدیر کا عام فہم حل

اب ایک مسئلہ بتاتا ہوں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب تقدیر میں لکھا ہے، ہم وہی کام کر رہے ہیں جو تقدیر میں ہے۔ لہٰذا مولانا لوگوں کو چاہیے کہ ہمیں چھوٹ دے دیں اور ہم جو چاہیں وہ کریں کیوں کہ ہم تقدیر کے خلاف کر ہی نہیں سکتے، اگر ہم زنا کر رہے ہیں تو یہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے، جھوٹ بول رہے ہیں تو یہ

ہماری تقدیر میں لکھا ہے، ڈاکہ ڈال رہے ہیں، قتل وخون کر رہے ہیں تو یہ سب ہماری تقدیر میں لکھا ہے۔ تقدیر کی آڑ اور سہارا لے کر گناہ کرنے والا بین الاقوامی احمق ہے۔ اب اس کا جواب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیر کا مفہوم یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دے سکتا ہے کہ تم زِنا کرو، شراب پیو، جھوٹ بولو اور قتل کرو۔ بتایئے کتنا نازک مسئلہ ہے، لیکن میرے شیخ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلۂ تقدیر کو دو جملوں میں حل فرمادیا۔

میرے مرشد شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ عظیم الشان اللہ والے تھے، ان کی شکل دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہے۔ اگر کوئی حضرت سے پوچھتا کہ تقدیر کیا چیز ہے تو حضرت فرماتے تھے کہ تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا۔ یعنی بندہ اپنے ارادے سے جو گناہ یا ثواب کرنے والا تھا اس کا اللہ کو پہلے ہی علم تھا کیوں کہ اللہ کو ماضی، حال اور مستقبل سب کا علم ہے، اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے لہٰذا بندہ اپنے ارادے سے جو کام کرنے والا تھا اس کا اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے علم تھا۔ تو تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا، نہ کہ امرِ الٰہی کا۔ تقدیر اس کا نام نہیں ہے کہ نعوذ باللہ! اللہ گناہوں کا حکم دے۔ تو میرے شیخ نے دو لفظوں میں مسئلۂ تقدیر حل کردیا کہ تقدیر علمِ الٰہی کا نام ہے، امرِ الٰہی کا نام نہیں ہے۔

امرِ الٰہی کو تقدیر سمجھنے والا مجرم ہے اور اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ! اللہ تو پاک ہے، وہ تو اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کو بھیجتا ہے، وہ گناہوں کا حکم کیسے دے سکتا ہے؟ کیا اللہ ارحم الراحمین اپنے بندوں کو بداعمالی کا حکم دے گا؟ لہٰذا پھر سے سن لیجیے کہ تقدیر نام ہے علمِ الٰہی کا یعنی اللہ کو مستقبل کا علم ہے کہ یہ بندہ کیا کام کرے گا، اسی علمِ الٰہی کو اللہ نے لکھ دیا ہے۔ تقدیر امرِ الٰہی کا نام نہیں ہے کہ خدا برائی کا حکم دے، بس جو نیک کام ہوجائے تو سمجھ لو اللہ کی رحمت وکرم اور اس کی توفیق ہے اور گناہ ہوجائے تو سمجھ لو کہ یہ میرے نفس کی خباثت ہے۔ یہ قرآن پاک کا مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم سے نیک کام ہوجائے، جب تم کو حسنات مل جائے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ اور جب تم سے گناہ ہوجائے تو سمجھ لو کہ وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

فَمِنۡ نَّفۡسِكَ[1] یہ مصیبت میرے نفس کے کمینے پن کی وجہ سے آئی ہے۔ برائی کی نسبت اللہ کی طرف مت کرو۔

کسب و خلق کے علمی اِشکال کا جواب

دوسرا مسئلہ ہے کسب اور خلق کا۔ جب ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالقِ خیر بھی ہیں اور خالقِ شر بھی ہیں، اللہ تعالیٰ خیر بھی پیدا کرتا ہے اور شر بھی پیدا کرتا ہے تو پھر ہم کو دوزخ میں کیوں ڈالتا ہے؟ یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ اس کا جواب سن لیجیے۔ اگر حکومت نے اعلان کر دیا کہ آج کوئی پنکھے کا سوئچ نہ دبائے ورنہ سوئچ دبانے والے پر مقدمہ چلے گا۔ تو اب کوئی مجرم کہہ سکتا ہے کہ میں نے سوئچ تو دبایا لیکن بجلی تو پاور ہاؤس نے بھیجی تھی لہٰذا مقدمہ پاور ہاؤس پر چلنا چاہیے ہم پر نہیں۔ بتاؤ! فیصلہ کرو۔ تو اللہ کی ذات پاور ہاؤس ہے، تم گناہ کا سوئچ دبانے کیوں گئے تھے؟ آج اختر آسان طریقوں سے کتنا نازک مسئلہ بیان کر رہا ہے کہ سوئچ دبانے والے پر مقدمہ چلے گا، پاور ہاؤس پر مقدمہ نہیں چلے گا۔ جب حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ پاور ہاؤس تو کھلا رہتا ہے کیوں کہ پاور ہاؤس کے پاس اور بھی کام ہیں، اس کے پاس خالی تمہارے پنکھے کی بجلی تھوڑی ہے، ہزاروں مشینیں چل رہی ہیں، لاکھوں کام جاری ہیں تو پاور ہاؤس تو بجلی بھیجنے میں لگا رہے گا مگر تم پنکھے کا سوئچ مت دبانا، اب جس نے پنکھے کا سوئچ دبایا اس نے خلافِ قانونِ حکومت کام کیا۔ اس کے اس عمل کا نام کسب ہے اور پاور ہاؤس نے جو بجلی بھیجی اس کا نام خلق ہے۔ اللہ تعالیٰ بجلی تو بھیجتا ہے مگر انسان اس لیے پکڑا جائے گا کہ اس نے اپنی مرضی سے کسبِ شر کیوں کیا؟ اس کی ایک مثال اللہ نے میرے قلب میں عطا فرمائی ہے وہ شاید ہی کسی کتاب میں پاؤ گے کہ دیاسلائی کی ڈبیا کی دو سائڈ ہوتی ہیں جن پر مصالحہ لگا ہوتا ہے، ایک سائیڈ کو خیر تصور کر لو اور دوسری سائیڈ کو شر تصور کر لو۔ ماچس کو جیب میں رکھے رہیے وہ خود کبھی نہیں جلے گی جب تک آپ ماچس کی سلائی نکال کر اس کی ڈبیا پر لگے مصالحے سے نہیں رگڑیں گے۔ اگر خیر والی سائیڈ کی طرف رگڑیں گے تو خیر پیدا ہو جائے گا اور شر کی طرف رگڑیں گے تو شر پیدا ہو گا۔ اگر شر کی

---

[1] النسآء:۷۹

طرف رگڑا تو اس کی سزا ملے گی کہ تم نے خیر کی طرف کیوں نہیں رگڑا تاکہ تم نیک کام کرتے، شر کی طرف کیوں رگڑا؟ جب غلط جگہ رگڑ لگائی تو اب رگڑے جاؤ گے۔

جنّت کا پیٹ بھرنے کے لیے نئی مخلوق پیدا کی جائے گی

اب وہ مضمون بیان کرتا ہوں جس کے بارے میں شروع میں عرض کیا تھا کہ ہر انسان چاہتا ہے کہ میں اپنے نفس یعنی گناہوں کے تقاضوں پر غالب ہو جاؤں۔ کوئی عقل والا مومن ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہے کہ ہم اچھے کام کر کے ولی اللہ ہو جائیں اور برے کاموں سے بچ جائیں لیکن شیطان، نفس، معاشرہ اور ماحول اس کے دل میں گناہوں کے تقاضے ڈالتے رہتے ہیں۔ اس لیے آج ولی اللہ بننے کا بہت آسان نسخہ بتا رہا ہوں، پھر نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔ اختر تصوّف کو قرآن پاک اور حدیث پاک سے مدلّل، مستدلل، مقتبس اور مستنیر کرتا ہے۔ قرآن پاک و حدیثِ پاک منیر ہیں اور ہم مستنیر ہیں، میں کلام اللہ کے نور سے اقتباس کر رہا ہوں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم قیامت کے دن جہنّم سے کہیں گے هَلِ امۡتَلَاۡتِ کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ وَ تَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ تو جہنّم کہے گی کچھ اور دوزخی ہیں؟ ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا۔ تو اللہ بے گناہوں کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا کیوں کہ اللہ ظلم سے پاک ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جنّت سے پوچھیں گے کہ اے جنّت! کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو جنّت کہے گی هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ[۵] کچھ اور اہلِ جنّت ہیں؟ اس وقت سارے جنّتی جنّت میں داخل ہو چکے ہوں گے لہٰذا اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق کو پیدا کر کے بغیر کسی نیک عمل کے جنّت میں ڈال کر جنّت کا پیٹ بھر دیں گے کیوں کہ انعام دینا اور رحم کرنا تو ہر صورت میں کریم کی شان ہے مگر بے گناہ کو دوزخ میں ڈال دینا کریم کے لیے جائز نہیں ہے لہٰذا دوزخ کا پیٹ بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ دوسرا طریقہ اختیار فرمائیں گے۔

جب مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث پڑھائی تو ایک طالبِ علم نے کہا کہ استاد جی! کاش میں دنیا میں نہ آتا، اس نئی مخلوق میں ہوتا تو اچھا ہوتا، پیدا ہوتے ہی جنت میں چلا

---

۵ ق:۳۰

جاتا۔ تو حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ جنّت کا مزہ تو ہم لوگوں کو آئے گا جو نماز روزہ کرکے، ہر وقت نظر بچا کر، گناہوں سے بچ کر اور ہزاروں مصیبتیں اٹھا کر جائیں گے، جنت کا اصل مزہ تو ہم کو آئے گا۔

لیک شیرینی و لذّات مقر
ہست بر اندازۂ رنجِ سفر

منزل کا مزہ سفر کی مشقتوں کے بعد ملتا ہے، جتنی سفر میں تکلیف ہوتی ہے منزل پر جا کر اتنی ہی مٹھاس اور اپنے وطن کی لذّت محسوس ہوتی ہے۔

نفس اور جہنم کا مزاج ایک جیسا ہے

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو جہنّم کا مزاج ہے بالکل وہی نفس کا مزاج ہے، فرق اتنا ہے کہ جہنّم ہیڈ آفس ہے، مرکز ہے اور نفس اس کی برانچ ہے، شاخ ہے۔ ایک فرق تو یہ ہوگیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دوزخ گناہ گاروں کو مانگے گی اور نفس گناہ گار کو نہیں مانگتا نفس گناہ مانگتا ہے کہ یہ گناہ لاؤ، وہ گناہ لاؤ۔ اس لیے نفس جتنے گناہ کرتا جاتا ہے، گناہوں کا مطالبہ بڑھتا جاتا ہے، شہوت کی آگ بڑھتی جاتی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ گناہ کرکے دل کو سکون مل جائے گا، ایک دفعہ خوب پیٹ بھر کر گناہ کرلوں پھر ولی اللہ ہوجاؤں گا تو یہ جاہل اور نادان ہے کیوں کہ گناہوں کی آگ گناہوں سے بجھانے کا خیال ایسا ہی ہے جیسے پاخانے کو پیشاب سے دھونا، کپڑوں پر پاخانہ لگ گیا اب اس کو پیشاب سے پاک کر رہا ہے۔ بتاؤ! دو ناپاکیوں کے مجموعے سے ناپاکی بڑھے گی یا نہیں؟ پیشاب سے دھونے سے نجاست اور بڑھ جائے گی۔ اس لیے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے سکون مل جائے گا تو تھوڑی دیر کے لیے تو سکون ملے گا اس کے بعد نفس ایسا بگڑے گا کہ پھر علانیہ گناہ کرے گا۔ نفس کو گناہ کی طاقت اور وٹامن جتنا کھلاؤ گے اس کی سرکشی اتنی ہی بڑھے گی اور وہ تمہیں اُٹھا اُٹھا کے پٹخے گا۔

روحانی امراض کا جلد علاج کرانا ضروری ہے

ہمارے دادا پیر حکیم الامّت، مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ گناہ نہیں چھوڑتے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے گناہ چھوٹ جائیں گے، گناہ کی عادت ختم ہو جائے گی، حالاں کہ اگر نفس کا پیٹ بھر دیں تو اس کے تقاضوں میں اتنی شدّت پیدا ہوگی کہ پھر وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو جائے گا اور ایک دن مجمع میں پکڑا جائے گا۔ جیسے ایک صاحب کو دست آرہے تھے، وہ کسی کو بتاتے نہیں تھے مگر بار بار بیت الخلاء جاتے تھے۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے ان سے فرمایا کہ بار بار لوٹا لے کر دوڑتے ہو مگر کھانے میں کمی نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت کچھ نہیں ہے صرف وسوسہ ہے۔ ایک صاحب نے حضرت سے مزاحاً عرض کیا کہ حضرت ان کا وسوسہ بھی کم سے کم ایک تولے کا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کا کھانا بند کر دیجیے ورنہ ان کی بیماری نہیں جائے گی۔ بس ان کی بریانی، پلاؤ، کباب سب بند ہو گیا اور ان کے لیے کھچڑی پکنے لگی۔ بدپرہیزی کی وجہ سے اگر دست کی بیماری میں شدّت پیدا ہوگئی تو کچھ دن تو چھپاتے پھریں گے مگر پھر لوٹا لے کر وسوسے کرتے پھریں گے، پھر رُسوا ہونا پڑتا ہے اور اللہ سے دوری بھی ہو جاتی ہے پھر نہ عرقِ بید مشک کام کرتا ہے نہ افتیمونی ولایتی کام کرتا ہے، نہ خمیرہ مروارید کام کرتا ہے۔ جو اللہ کے غضب اور قہر کی نافرمانیوں سے حرام لذّت حاصل کرتا ہے واللہ! قسم کھا کر مسجد کے منبر اور محراب سے کہتا ہوں کہ اس کا دل اتنا بے چین ہوگا کہ ایک دن یہ خودکشی کرلے گا یا اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا کیوں کہ اللہ جس سے ناراض ہوتا ہے اس کے دل کو سارے عالم کے مفرحات اور سارے عالم کے مسکنات نہ فرحت دے سکتے ہیں نہ سکون۔ کیوں کہ سب اللہ کی مخلوق ہیں، امرِ الٰہی کے تابع ہیں، چاہے خمیرہ مروارید ہو، خمیرہ ابریشم ہو یا خمیرہ گاؤزبان۔ اس وقت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا پیارا شعر یاد آیا۔

نگاہِ اقرباء بدلی، مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ کی نظر بدلتی ہے اس کے رشتہ دار، بیوی بچے سب نافرمان کر دیے جاتے ہیں، وہ کہیں چین نہیں پاتا، یہ معمولی بات نہیں کہہ رہا ہوں، سارے عالم میں بے چین پھرتے رہوگے۔ اور اگر ایک اللہ کو خوش کرلو تو اللہ کے ذمّہ میں ہو، جس ماحول میں رہوگے بیوی، بچے، دوست احباب اللہ تعالیٰ ان سب کو فرماں بردار کر دے گا اور آپ کو ان میں شانِ

محبوبیت دے گا کیوں کہ اللہ اتنا پیارا ہے کہ جس کے دل میں وہ پیارا آتا ہے اس کے دل کو ہر طرف پیار ملتا ہے۔

محبوبِ عالَم بننے کا طریقہ

اس کا ثبوت قرآن پاک سے دیتا ہوں۔ قرآنِ پاک میں اللہ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائے اور عملِ صالح کرے تو سَیَجۡعَلُ لَھُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا[٦] اللہ تعالیٰ اس کو عنقریب دنیا میں محبوبیت دیں گے۔ آج جو لوگ اللہ والے ہیں کافر بھی ان کا احترام کرتے ہیں، ادب کرتے ہیں، ان سے دعا لیتے ہیں۔ ہندوستان میں میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے پاس الیکشن میں ہر پارٹی والے ہندو آتے ہیں کہ مولوی صاحب دعا کیجیے کہ بھگوان ہم کو جِتا دیں۔ تو حضرت سب سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ بالکل دعا کریں گے لیکن دعا کا مضمون یہ ہوتا ہے کہ اے خدا! تیرے بندوں کے لیے جس لیڈر کا کامیاب ہونا مفید ہو اسے جِتا دے۔ تو اس میں سب کے لیے دعا ہو گئی۔

جہنم کا پیٹ کیسے بھرے گا؟

تو اللہ تعالیٰ جب جہنّم سے پوچھیں گے کہ ھَلِ امۡتَلَاۡتِ اے جہنّم! تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو وہ کہے گی ھَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ کہ اللہ مجھے اور چاہیے تو کیا اللہ تعالیٰ بے گناہ مخلوق پیدا کر کے ڈال دیں گے؟ جنّت میں تو ٹھیک ہے، ان کا کرم ہے لیکن جہنم میں تو ظلم ہو جاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کیا کریں گے؟ سن لو! اللہ جو معاملہ جہنّم کے ساتھ کریں گے وہی معاملہ آپ اپنے نفس کے دوزخ کے ساتھ کریں۔ تو جس طرح دوزخ کا پیٹ بھر جائے گا آپ کے نفس کا پیٹ بھی بھر جائے گا اور جب جہنّم کا پیٹ بھر جائے گا تو اس سے تین مرتبہ یہ آواز آئے گی قَطۡ، قَطۡ، قَطۡ اور بعض روایات میں ہے کہ دو مرتبہ یہ آواز آئے گی قَطۡ، قَطۡ یعنی اے اللہ! میرا پیٹ بھر گیا۔ اور جہنم کا پیٹ کیسے بھرے گا؟ فَیَضَعُ قَدَمَہٗ[٧] اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم

---

[٦] مریم:٩٦

[٧] اخرجہ البخاری فی کتاب التفسیر:١٣٨/٦(٤٨٤٨)، سورۃ ق باب "وتقول ھل من مزید"، مطبوعہ دار طوق النجاۃ

رکھیں گے۔ اب علمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو جسم سے پاک ہیں، اللہ کے پیر و قدم کہاں ہیں؟ شارح بخاری علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ کی تجلّی ہے،[۸] نور ہے جلوہ ہے یعنی اللہ کی قوی تجلّی ظاہر ہوگی۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قدم کا لفظ کیوں استعمال فرمایا؟ کیوں کہ قدم سے وزن کیا جاتا ہے، جب آپ کو وزن کرانا پڑے گا تو یہ نہیں کہیں گے کہ اپنا کان رکھ دیجیے یا انگلی رکھ دیجیے بلکہ کہیں گے کہ اپنا قدم رکھیے تاکہ آپ کے پورے جسم کا وزن پڑے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ کے قدم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی قوی تجلّی نازل فرمائیں گے کہ اس کے وزن سے جہنم کا پیٹ بھر جائے گا اور مزید کی خواہش نہ رہے گی۔

نفس کا پیٹ گناہوں سے نہیں بھرتا

نفس دوزخ کی برانچ ہے، دوزخ کی شاخ ہے، گناہ کرنے سے، اس کا پیٹ بھرنے سے اس کی خواہش کم نہیں ہوگی بلکہ بڑھتی جائے گی۔ نفس کے اوپر اللہ کی تجلّیات کا قدم لاؤ تب نفس سے آواز آئے گی قَطْ، قَطْ کہ اے صوفی! بس، دل میں سکون آگیا، اب ہم ایک گناہ بھی نہیں کریں گے، جو ہونا تھا ہو گیا، اب ہم ماضی کی تلافی بھی کریں گے کہ اے اللہ! بالغ ہونے سے لے کر آج تک ہم سے جو گناہ ہوئے ان کو اپنی رحمت سے معاف فرما دیجیے، ماضی کی تلافی استغفار سے کریں گے اور حال کی تلافی تقویٰ سے کریں گے، گناہوں سے پرہیز کریں گے اور مستقبل میں عزمِ تقویٰ رکھیں گے کہ جان دے دیں گے مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اپنے قلب کو من حیث العبد یعنی غلام ہونے کی حیثیت سے غیر شریفانہ طور پر اللہ کی ناراضگی اور ناخوشی کی راہوں سے اپنے دل میں استیراد نہیں کریں گے اور اس دل کو حرام خوشیوں سے بچانے کے لیے مردانہ ہمت اختیار کریں گے، جان کی بازی لگا دیں گے، اپنی پوری وفاداری پیش کریں گے، اپنی ہمت اور طاقت کو مِنْ وَعَنْ اور مِنَ الْبِدَایَةِ اِلَی النِّھَایَةِ اللہ پر فدا کر دیں گے، ہمت چور نہیں بنیں گے جیسے بھینس دودھ چڑھا لیتی ہے، جب اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لیے دو تین کلو دودھ چڑھا لیتی ہے اور اتنا اوپر چڑھاتی ہے کہ بھینس کا مالک لاکھ تھن پر ہاتھ مارتا رہے مجال نہیں کہ ایک قطرہ وہاں سے نکال لے۔ تو بھینس بھی چور ہے اور نفس

[۸] ارشادالساری للقسطلانی: ۱۰/۴۰۴، باب قولہ وجوہ یومئذ ناضرۃ، المطبعۃ الکبریٰ، مصر

بھی چور ہے، نفس اپنے گناہ سے بچنے کی ہمت کو استعمال نہیں کرتا، یہاں تک کہ دل سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ بھی نہیں پڑھتا کیوں کہ حرام لذّت سامنے ہے، یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں پوری ہمت اختیار کرلوں گا تو حرام مزہ اُڑانے کا یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا پھر ہم حرام مزے کیسے اُڑائیں گے؟

گناہ خوشی خوشی چھوڑنے کا طریقہ

میرے مرشد مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ بعض لوگ اللہ والوں کے پاس اس لیے نہیں جاتے کہ کہیں گناہ چھوٹ نہ جائیں پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے خود بخود چھوٹ جائیں گے۔ اور مثال کیسی دی کہ ایک آدمی کہیں سے بیس ہزار روپے رشوت لے کر آرہا ہے، اتنے میں موٹر سائیکل پر اس کا دوست آیا اور کہا کہ پولیس کی گاڑی آرہی ہے، آپ کے پاس جتنی حرام رقم ہے وہ ضبط کرلیں گے اور آپ کو پکڑلیں گے۔ تو وہ کیا کرے گا کہ کسی گٹر میں جس کا ڈھکن کھلا ہو گا ساری رقم ڈال دے گا اور جب پولیس آکر پکڑے گی کہ ہماری معلومات کے مطابق تم رشوت لے کر جا رہے ہو تو وہ کہے گا کہ صاحب تلاشی لے لیجیے اور ہاتھ بھی اٹھا دے گا کہ دیکھ لو، اب پولیس نے جیبیں ٹٹولیں مگر کچھ نہیں ملا تو سب پریشان ہوگئے اور بجائے اس کے کہ مار پڑتی پولیس معافی چاہ رہی ہے کہ بھائی آپ کی شان میں گستاخی ہوئی۔

حضرت کا جملہ دیکھو کہ یہ بیس ہزار کی رشوت کے حرام نوٹ اس کو چھوڑنا پڑے یا خود ہی چھوڑ کر خوش ہورہا ہے۔ جتنا ڈر پولیس کے ڈنڈے کا ہے جب اللہ کی گرفت اور جہنم کا ہوگا تو گناہ چھوڑنا بھی آسان ہوجائے گا۔ اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو صاحبِ انتقام اور صاحبِ قدرتِ کاملہ سمجھو گے تو یقین درست ہوجائے گا، آنکھوں کا موتیا پن نکل جائے گا اور تم قہرِ حماقت سے دور ہوجاؤ گے۔ پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے، بلکہ خود بخود چھوٹ جائیں گے اور گناہ چھوڑ کر آپ خوشی محسوس کریں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ آپ کا احسان ہے، آپ مجھے معافی تو دے دیں گے مگر مجھے اس بات پر شرم آتی ہے کہ اتنے دن تک میں نے آپ کو کیوں ناراض رکھا؟ مجھے اپنے ایّامِ مجرمانہ پر ندامت ہے کہ میں نے استغفار و توبہ کرنے میں

اور گناہ چھوڑنے میں دیر کیوں کی؟ اس تاخیر پر میں شرمسار ہوں کہ آپ میرے پروردگار ہیں اور میرے امروز گار ہیں، امروز گار کے معنیٰ ہیں بخشنے والا اور پروردگار کے معنیٰ ہیں پالنے والا۔ اور ہم عشق بار بھی ہیں اور بے قرار بھی ہیں، دل میں چین نہیں ہے لیکن جب توبہ قبول ہوگی تو دل میں چین آجائے گا۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کی علامت کیا ہے؟ کیوں کہ گناہ سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں، گرمی اور اندھیرا، ظلمت اور حرارت۔ جب اشک بار آنکھوں سے اور ندامت سے توبہ قبول ہوگی تو دل میں ظلمت کی جگہ اُجالا آجائے گا اور گرمی کی جگہ ٹھنڈک آجائے گی، جب دل میں ٹھنڈک محسوس ہو اور اجالا محسوس ہو تو سمجھ لو توبہ قبول ہوگئی۔

نفس کا پیٹ خدا کے نور سے بجھے گا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوزخ پر اللہ کا قدم یعنی قوی تجلّی نازل ہوگی جس سے اس کا پیٹ بھر جائے گا مگر ہمارے نفس پر اللہ کی قوی تجلّی کیسے آئے گی کہ نفس ظالم کا گناہوں سے پیٹ بھر جائے کیوں کہ گناہ معمولی عبادت سے نہیں چھوٹتے جب تک اللہ کی قوی تجلّی نازل نہ ہو۔ اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ آدمی حج بھی کر رہا ہے، عمرہ بھی کر رہا ہے اور گناہِ کبیرہ بھی کر رہا ہے، حج اور عمرہ کرکے آئے اور گناہِ کبیرہ سے منہ کالا کیا، تسبیح اور تہجد کے ساتھ بھی گناہِ کبیرہ نہیں چھوٹ رہے تو معلوم ہوا کہ ابھی اس پر اللہ کا قدم یعنی قوی تجلّی نہیں آئی جس سے گناہ چھوٹ جائیں لہٰذا اس تجلّی کو تلاش کرو تاکہ آپ کے نفس سے بھی **قَطْ، قَطْ** کی آواز آجائے اور تقاضائے معصیت ختم ہوجائیں، ہلکے پھلکے تقاضے تو رہیں گے ورنہ تقویٰ کیسے پیدا ہوگا؟ کیوں کہ یہ تقاضائے معصیت تقویٰ کے چولہے کی لکڑیاں ہیں، لکڑیاں جلائی جاتی ہیں کھائی نہیں جاتیں، اللہ کے خوف کے چولہے میں تقاضائے معصیت کو جلاتے رہو تو تقویٰ کا حمام روشن رہے گا۔ اس کے لیے ترکیب بتاتا ہوں۔ لیکن پہلے مولانا رومی کا شعر سن لیں کہ شہوت کی آگ کیسے بجھے گی؟ گناہوں کے تقاضوں کی آگ کیسے بجھے گی؟ تم ولی اللہ کیسے بنوگے؟ اللہ کی دوستی کیسے نصیب ہوگی؟ جیسے اللہ کے قدم یعنی قوی تجلّی نے جہنم کو سکون دے دیا اور اس کا پیٹ بھر گیا تو آپ کے نفس کا پیٹ گناہوں سے نہیں بھرے گا بلکہ گناہ

کرنے سے تقاضائے معصیت شدید ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا اللہ کی قوی تجلّی حاصل کرو۔ اب مولانا رومی کا شعر سن لیں ؎

نارِ شہوت چہ کشد؟ نورِ خدا

شہوت کی آگ کوئی چیز بجھا نہیں سکتی اللہ کے نور کے سوا مگر نور کیسا ہو؟ ہلکا پھلکا نہ ہو، وزنی تجلّی والا ہو جو نفس کو دبائے رکھے، نفس کو قتل تو نہ کرے ورنہ گناہوں سے بچنے کا ثواب کیسے ملے گا؟

نفس کے تقاضے مٹانے نہیں دبانے کا حکم ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غصہ کے لیے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ[۹] فرمایا یعنی جو غصے کو دبائے رکھتے ہیں وَ الْعَادِمِیْنَ الْغَیْظَ نازل نہیں فرمایا کہ غصہ معدوم ہی ہو جائے، ختم ہی ہو جائے۔ اگر غصہ بالکل معدوم و مفقود ہو جائے تو پھر جہاد بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ کافروں پر جہاد کے وقت بھی غصہ نہیں آئے گا تو ان سے مقابلہ کیا کرے گا؟ جب غصہ ہے ہی نہیں تو جہاں غصہ کرنا واجب ہو گا وہاں بھی نہیں آئے گا۔ اسی لیے مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ نازل فرمایا کہ غصہ کو دبا کے رکھتے ہیں، پی جاتے ہیں، نامناسب جگہ غصہ نہیں کرتے، ظالم نہیں ہوتے، وَالْعَادِمِیْنَ الْغَیْظَ[۱۰] نازل نہیں فرمایا کہ غصہ کو معدوم کر دیتے ہیں۔ اس لیے تقاضائے معصیت کو معدوم کرنا ہم پر فرض نہیں ہے ورنہ اپنی بیوی کا حق بھی ادا نہیں کر سکتے البتہ اس کو مغلوب رکھنا فرض ہے۔ نفس ایک گھوڑا ہے، گھوڑے کو بیچنا فرض نہیں ہے گھوڑے کی سرکشی ختم کر کے اس پر غالب رہنا فرض ہے ورنہ منزل کیسے طے ہو گی؟ البتہ نفس کے گھوڑے کو اتنا مال مت کھلاؤ کہ وہ تم کو اٹھا کے پٹخ دے اور تمہاری چیخیں نکل جائیں، نفس پر اتنا کنٹرول رکھو جس سے اسے تم کو پٹخنے کی نوبت ہی نہ آئے، اللہ کی نافرمانی کے، اللہ کے غضب و قہر کے اعمال سے ایک اعشاریہ بھی حرام لذّت حاصل نہ کریں۔

---

۹ اٰل عمرٰن: ۱۳۴

۱۰ روح المعانی: ۵۹/۴، اٰل عمرٰن (۱۳۴)، مؤسسة الرسالة

اولیاءِ صدیقین کی خطِ منتہاء کیا ہے؟

جس کی بیوی نہیں ہے اس کو اپنے نفس کو غذا کم دینی چاہیے کیوں کہ اس کے پاس حلال محل نہیں ہے، وہ اپنی ساری طاقت عبادت میں صرف کردے اور اپنے نفس کو مغلوب رکھنے کے لیے اچھے ماحول میں رہے اور گناہوں کے ماحول سے دور رہے۔ جس چوہے کے پاس بل نہ ہو وہ چوہا بل کے قریب بھی نہ رہے ورنہ اس کا مستقبل خراب ہوجائے گا۔ پھر ایسے لوگ کیا کریں؟ اگر بل کے قریب نہ رہیں تو کہاں جائیں؟ یہ لوگ عرش پر رہیں زمین سے تھوڑا سا ٹیک آف رہیں کیوں کہ چوہا بعض وقت بل بنا بھی لیتا ہے، یہ بل ساز بھی ہے لہٰذا زمین سے دور رہیں یعنی اللہ کو اتنا زیادہ یاد کریں کہ قلب کے لحاظ سے آپ عرش پر رہیں، اللہ تعالیٰ کے مقرب رہیں، آپ کا دل خدا کے پاس رہے اور جسم مخلوق کے پاس رہے، اس کی مشق کریں۔ اس کے لیے بنیت اخلاص وارادہ اللہ والوں کے پاس اتنا زیادہ رہنا فرض ہے، اللہ والوں سے اتنی قوی تجلّی حاصل کرنا فرض ہے کہ اللہ سے اتنا زیادہ تعلق ہوجائے جس سے گناہ چھوٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ایک سانس بھی نہ گزرنے پائے۔ یہ ہے اولیاءِ صدیقین کی خطِ منتہاء، پھر اس سے آگے ولایت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

جس بندے کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور وہ ہر سانس اللہ کی ناراضگی والی حرام لذّات سے، غیر شریفانہ ونامناسب حرکات سے محفوظ رہتا ہو اور اپنی شرافت کو اپنے نفس کی ڈیمانڈ پر مثل سانڈ کے داؤ پر نہ لگاتا ہو تو بتاؤ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں یا نہیں؟ تو جو گناہ چھوڑنے کا غم اٹھائے گا اور اپنا دل توڑتا رہے گا، بتاؤ! خونِ آرزو سے دل ٹوٹے گا یا نہیں؟ آرزوئے حرام کے چھوڑنے سے دل ٹوٹے گا یا نہیں؟ تو ٹوٹے ہوئے دل پر، زخم کھائے ہوئے حسرت زدہ دل پر اللہ کو پیار نہ آئے گا کہ یہ وہ مبارک دل ہے جو میرے لیے غم اٹھاتا ہے۔ بعض دل دنیاوی معشوقوں کے لیے غم اٹھاتے ہیں، ان کے لیے تارے گنتے ہیں، لیکن یہ وہ دل ہے جو ہمارا غم اٹھاتا ہے، اللہ کا پیار، اس کے راستہ کا پیار، اس کی راہ کا غم پاتا ہے۔ اللہ کی راہ کے کانٹے بھی پیارے ہیں، سارے عالم کے پھولوں سے بہتر ہیں۔ اگر گناہ چھوڑنے سے آپ کے دل میں تھوڑی سی بے چینی یا تھوڑا سا غم آتا ہے تو اس پر ایک کروڑ حرام چین قربان ہوجائیں۔ اس

حلال بے چینی پر جو اللہ کے پیار کے قابل ہے، جس بے چینی پر خدا کو پیار آتا ہے اور خدا کا بوسہ نصیب ہوتا ہے اس پر کروڑوں حرام چین قربان ہوں۔

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذّت چشید

یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر نہیں ہے، یہ اختر کا شعر ہے کہ وہ لب جو دِکھائی نہیں دیتے یعنی عالمِ غیب سے قلب کو اللہ کا پیار اور بوسہ ملتا ہے اور میں نہیں بتاسکتا کہ جب اللہ پیار کرتا ہے تو اس سے روح کو کتنا مزہ آتا ہے۔ اور جس حرام لذّت پر خدا کی لعنت اور غضب برستا ہے واللہ کہتا ہوں میرے دوستو سن لو کہ اس سے دائمی بے چینی ملتی ہے۔ لہٰذا رمضان کے اس مہینہ میں، جمعہ کے اس مبارک دن میں ارادہ کرلو کہ ایسی حرام لذّت سے اپنے قلب کو ناآشنا کریں گے، ایسی لذّتوں کو ہم کنار نہ کریں گے، ایسی لذّتوں کو ہم یار نہ کریں گے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اگر ہم ایک ذرّہ غم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ خوشیوں کا سمندر برسادے گا۔ مولانا جلال الدین رومی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فرماتے ہیں کہ اے یارو! اللہ سے سودا کرلو، اگر تم اللہ پر ایک گل فدا کردو تو اللہ تعالیٰ پورا گلستان و گلشن دے دے گا، ایک پھول کے بدلہ میں اللہ پورا چمن اور پورا گلستان دے دے گا۔ تم اللہ پر فدا ہو کر تو دیکھو کہ وہ ارحم الراحمین اپنے اولیاء کے دلوں پر اپنے کیسا کرم و فضل اور رحمت کی بارش، اپنا بوسہ اور اپنا کیسا قرب نصیب فرماتا ہے۔ انسان جب تک بہتر نہ پائے کمتر کو نہیں چھوڑتا۔

ہر ولی کا درجۂ قرب منفرد ہوتا ہے

دنیا کی شراب نہ ازلی ہے نہ ابدی، جنت کی شراب ابدی تو ہے ازلی نہیں ہے لیکن اللہ کی محبت کی شراب ازلی بھی ہے اور ابدی بھی۔ لہٰذا اللہ کے نام کی لذّت دنیا سے بہتر ہے، جنّت سے بہتر ہے، اس کا کوئی مثل نہیں ہے، یہ مزہ رشکِ سلاطین، رشکِ تخت و تاج، رشکِ شمس و قمر، رشکِ لیلائے کائنات، رشکِ مجانینِ عالم اور رشکِ سموسہ و بریانی ہے بلکہ سارے عالم کی نعمتوں میں اللہ کا کوئی مثل نہیں ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ کا ولی اللہ کے قرب کی جس لذّتِ بے مثل کا حامل ہوتا ہے اس کا کوئی مثل نہیں ہوتا۔ اور ہر ولی کے قربِ الٰہی کی لذّت میں فرق

ہوتا ہے، کسی ولی کی تفصیلی لذّتِ قربِ الٰہی کو دوسرا ولی سمجھ نہیں سکتا۔ جیسے ماں جب بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو دودھ پلانے والی بوتل پر کپڑا لپیٹ دیتی ہے تاکہ دوسرے بچوں کی نظر نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے قرب کی لذّت اپنے پیاروں کو اپنے پیاروں سے چھپا کر دیتے ہیں تاکہ انہیں نظر نہ لگ جائے، مخفی راہ سے لذّتِ قربِ عطا کرتے ہیں اور ہر ولی کو تفرد دیتے ہیں یعنی الگ الگ اور منفرد لذّتِ قربِ عطا فرماتے ہیں۔

مرشد کس کو بنانا چاہیے؟

جب جہاز اُڑتا ہے تو آپ اپنی نمازیں کیسے پڑھتے ہیں؟ جس رُخ پر جہاز اُڑتا ہے اس طرف اپنا منہ کرتے ہو یا اپنا قبلہ الگ بناتے ہو یعنی قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو؟

کوئے جاناں سے خاک لائیں گے
اپنا مجنوں الگ بنائیں گے

جہاز جس رخ پر بھی جارہا ہے مگر آپ کعبہ کی طرف ہی جاءِ نماز بچھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ جس زمانے کی ہواؤں میں رہیں مگر اپنا قبلہ درست رکھیے اور زمانہ سے مت ڈریے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

لہٰذا جس طرح آپ جہاز میں اپنی جاءِ نماز قبلے کے رُخ پر بچھاتے ہیں اور دھیان رکھتے ہیں کہ قبلے کا رخ بدل نہ جائے اسی طرح اگر قلب کا جھکاؤ غیر اللہ کی طرف ہو رہا ہو تو فوراً اپنا قبلہ بدل دیں۔ اگر دل ایک اعشاریہ بھی کسی حسین کی طرف جھک رہا ہے تو دردِ دل سے کہتا ہوں، واللہ کہتا ہوں کہ ایک اعشاریہ جھکاؤ سے بھی ہوشیار ہو جاؤ کیوں کہ تمام عالم کے انجینئرز اور سائنس دان کہتے ہیں کہ اگر دیوار نوّے درجہ پر نہیں کھڑی ہے نواسّی درجہ پر جھک گئی ہے، ایک اعشاریہ جھک گئی ہے، تو چاہے آپ لوگ کو پتا نہیں چلے مگر انجینئر فوراً اعلان کرتے ہیں کہ اس دیوار کے نیچے کوئی پناہ نہ لے، جس نے دیوار کے نیچے پناہ لی تو دیوار بھی گرے گی اور پناہ لینے والے بھی مریں گے۔

اس شخص کو شیخ مت بناؤ، اس شخص سے دین مت حاصل کرو جس کا قلب نوّے درجے اللہ کی طرف جھکا ہوا نہیں ہے، چوں کہ خود اس کی دیوارِ استقامت نوّے درجہ زاویے پر قائم نہیں ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ دیوار گر جائے اور تم بھی اس کے نیچے دب کر مر جاؤ۔ اس لیے کسی سے مرید ہونے میں جلدی نہ کرو، اسے کچھ دن آزماؤ اور اس کی صحبتوں میں رہو، دیکھو کہ یہ شخص اللہ کے راستے پر اپنے قلب کا قبلہ صحیح رکھتا ہے یا نہیں۔ ہوائی جہاز میں بھی اپنے شیخ کو دیکھو کہ یہ ایئر ہوسٹس کو دیکھ دیکھ کر اپنے قلب کا قبلہ خراب کر رہا ہے یا وہاں بھی اپنے قلب کو حفاظت کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رکھتا ہے۔ پیری مریدی آسان کام نہیں ہے۔

تو ایک مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قبلہ کو نوّے درجے کی استقامت عطا فرمائیں۔ دنیا میں ہمارے قلب کا قبلہ بدلنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، دوکانوں پر، بازاروں میں، ہوائی جہازوں میں، ایئر پورٹ پر ہر جگہ قلب کا قبلہ بدلنے والے اسباب ہیں۔ جھاڑ پھونک کرنے والے بعض عاملوں کے پاس اگر خواتین آتی ہیں تو ان کا تقویٰ بھی سب تباہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پیر کا بھی امتحان ہوتا رہتا ہے۔

خواتین کے لیے صحبتِ شیخ کے حصول کا طریقہ

میرے پاس خواتین کے ٹیلی فون آتے ہیں کہ آپ صحبتِ شیخ کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں تو ہم صحبت میں کب آئیں؟ ٹائم کیا ہے؟ میں نے کہا کہ عورتوں کے لیے مسئلہ دوسرا ہے، ان کو کانوں کے ذریعہ فائدہ پہنچے گا، بس میری تقریر سنو۔ سندھ میں ایک جعلی پیر تھا، وہ کنواری لڑکیوں سے پیر دبواتا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ بھئی ان کی امّاں جو بوڑھی ہے ان سے کیوں نہیں پیر دبواتے؟ تو اس نے کہا کہ بوڑھی عورتوں سے پیر دبوانے سے میری روحانیت نہیں بڑھتی، کنواری لڑکیوں سے بڑھتی ہے۔ میرے ایک مرید کی اس سے رشتہ داری تھی، اس نے آکر بتایا تو میں نے کہا کہ جاؤ اور اس پیر کو اتنا پٹواؤ کہ پھر دوبارہ وہاں کا رُخ نہ کرے۔ میرا مرید بھی غضب کا تھا، اس نے دو چار ڈاکٹر اور دوسرے پڑھے لکھے رشتہ داروں کو سمجھایا اور کہا کہ دیکھو بھئی فتنہ ہو رہا ہے، دین برباد ہو رہا ہے، یہ کون سا دین ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غیر عورتوں کو ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی غیر عورتوں

سے پردہ فرماتے تھے، لہٰذا اس کی مار پٹائی کرو بس پھر ایسی پٹائی لگائی کہ خدا کی دہائی، اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔

مے خانۂ قربِ الٰہی

دوستو! یہ عرض کررہا ہوں کہ آج ارادہ کرلو کہ جب تک اللہ نے زندگی دی ہے ہم اپنے قلب کے قبلے کو اور قلب کی توجہ کو ایک اعشاریہ یعنی نوّے سے نواسّی درجہ بھی کم نہیں ہونے دیں گے، ایک اعشاریہ بھی دل کو حرام لذّتوں سے آشنا نہیں کریں گے۔ واللہ! کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذّت بے مثل ہے، غیر فانی ہے، غیر محدود ہے، جب بہتر والی پیو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کمتر والی منہ کو نہیں لگے گی، اعلیٰ درجہ کی ڈش کھانے والوں کو کمتر درجہ کی ڈش منہ کو نہیں لگتی پھر ان شاء اللہ گناہ کرنا بھی چاہو گے تو دل کہے گا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اس لیے بہتر کی عادت ڈالو۔ اللہ کے قرب سے بہتر کوئی مے خانہ نہیں ہے اور اللہ کے راستہ کے مرشدین اور ساقی سے بڑھ کر کوئی ساقی نہیں ہے بشرطیکہ وہ اللہ کے لیے اللہ کے بندوں کے ساتھ مخلص ہو۔

نیکیوں کا اجر خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا

دیکھو! ایک لڑکا اغوا ہو گیا، ایک آدمی جاکر کہتا ہے کہ ہم تم کو تمہارے ماں باپ تک پہنچادیں گے مگر اتنا پیسہ دو۔ تو سمجھ لو کہ یہ آدمی صحیح نہیں ہے جو لڑکے سے پیسے مانگ رہا ہے، اسی طرح جو پیر اپنے مریدوں سے پیسے مانگتا ہے یہ مخلص پیر نہیں ہے۔ تم لڑکے کو اس کے ماں باپ سے ملادو، تو ماں باپ خود انعام دیں گے۔ اسی لیے دنیا میں جتنے نبی آئے سب نے کہا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ[۱۱] اے انسانو! ہم تم سے اُجرت نہیں مانگتے، ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہے جن کے حکم سے ہم بندوں کو اللہ سے ملانے کی کوشش کررہے ہیں، اس کا اجر اللہ ہی دیتا ہے۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ کسی فوجی سے پوچھو کہ تم سرکار کی کتنی خدمت کرتے ہو،

---

[۱۱] ھود:۲۹

جنگ میں جان تک دے دیتے ہو لیکن تم کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟ وہ کہے گا کہ صاحب ہم سرکاری کام کرتے ہیں، ہمیں سرکار اُجرت دیتی ہے اور ایسا دیتی ہے کہ ہمارا کھانا ٹیسٹ ہوتا ہے، ہمارا دودھ اصلی ہوتا ہے، ہمارے چیک اپ کے لیے باقاعدہ ڈاکٹر لگے ہوئے ہیں۔ تو جو لوگ سرکاری کام کرتے ہیں ان کو اعلیٰ کھانا ملتا ہے، ان کی صحت کے لیے حکومت فکر رکھتی ہے۔ اسی طرح اہل اللہ جہاں جاتے ہیں خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی کھاتے ہیں۔ اور سنو بڈھا پیر کم کھاتا ہے چیلے زیادہ کھا کے موٹے ہوتے ہیں۔

بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ سب کو شفاء دیں اور سب کی جائز حاجتیں پوری فرمائیں۔ دعا کرو کہ ہم سب حاضرین اور حاضرات اور میرے غائبین احباب اور سارے عالم کی غائبات خواتین اللہ سب کی جائز حاجتوں کو پوری فرما دیں اور نیک مقاصد میں بامراد فرما دیں اور دنیا بھی دے دیں اور آخرت بھی دے دیں، مقروضوں کا قرضہ ادا فرما دیں، غریبوں کی غریبی دور فرما دیں، تنگ دست لوگوں کو وسعت و کشادگی دے دیں اور گناہ کے عادیوں کو گناہ کی عادت سے پاک کر دیں، اپنے درباری اور اپنے دوستوں کے دائرہ میں ان کو داخل کرلیں اور ہمارے قلب سے برے برے تقاضوں کا خروج کر دیں۔ ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمادیں، گروہِ اولیاء میں داخل فرما دیں، ہماری ہمتوں کو درجۂ عالیہ عطا فرمادیں، ہمتِ مردانہ و شیرانہ عطا فرمادیں، مخنثانہ زندگی سے نجات دے دیں، اور غیر شریفانہ لذّتِ حرام چکھنے سے بھی ہم سب کو پاک فرمادیں۔

اس مبارک مہینے میں عرش کے اُٹھانے والے فرشتے آمین کہہ رہے ہیں، اے اللہ! عرش کے حاملین فرشتوں کی آمین کے صدقے میں ہماری دنیا بھی بنادے، آخرت بھی بنا دے اور اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک ہم سب کو پہنچادے، ہماری اولاد کو بھی، ذُرّیات کو بھی، خاندان کو بھی، سارے عالم کے مسلمانوں کو بھی اور پوری اُمّت مسلمہ کو۔ اور مجاہدینِ کائنات کو ہر جگہ اپنے فرشتوں کی مدد سے فتح نصیب فرما دیجیے، دشمنوں کو مغلوب فرما دیجیے اور سارے عالم کے دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ مسلمین کو پاش پاش کر دیجیے، پارا پارا کر دیجیے، انہیں آپس میں لڑا دیجیے، ان کو ذلیل و خوار کر دیجیے، آسمانی بلاؤں سے، زمینی بلاؤں سے شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً ان کو اتنی بلاؤں سے پاش پاش کر دیجیے کہ ان کی تاریخ بدل جائے، ان کا جغرافیہ دنیا سے

ختم ہو جائے۔ اے اللہ جو لوگ جہاد کر رہے ہیں غیب سے ان کی مدد فرما دے۔ اے اللہ! جو مانگا ہے وہ بھی دے دیجیے اور بغیر مانگے بھی سب کچھ دے دیجیے، آپ کے خزانے میں ہمارے لیے جو خیر ہو وہ سب عطا فرما دیں کیوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم دینے سے خوش ہوتا ہے اس لیے آپ دونوں جہاں ہم کو عطا فرما دیں ؎

دست بکشا جانبِ زنبیل ما

اے اللہ! اپنے خزانے برسا دے، ہمارا دار العلوم بنوا دیجیے اور مدرسۃ البنات بنوا دیجیے اور ہمارے بچوں کا گھر بھی بنا دیجیے اور ایک چھاپا خانہ پریس عطا فرما دیجیے تاکہ اختر کی آہ سارے عالم کے شرق و غرب، شمال و جنوب، آفاقِ عالم کی سارے عالمی زبانوں میں نثراً و نظماً پھیل جائے اور اس کو اُمّتِ مسلمہ کے لیے مفید بنا کر اور اُمّتِ مسلمہ کو اس سے مستفید فرما کر جانِ پاکِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جاریہ بنا دیجیے اور اختر کے لیے، اس کے ماں باپ کے لیے اور اس کے اساتذہ کرام و مشایخ عظام اور انصار مالیہ و بدنیہ و دعائیہ کے لیے اور سارے اقرباء مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَمِنْ جِهَةِ النِّسَاءِ[۱۲] کے لیے اور میری اولاد و ذریات سب کے لیے اللہ تعالیٰ صدقہ جاریہ بنا دے۔ اے اللہ! بغیر مانگے عطا فرما دیجیے کیوں کہ ابا بہت سے بچوں کو بے مانگے بھی دیتے ہیں جیسے چھوٹا بچہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے، کانپ رہا ہے تو ابّا اسے بغیر مانگے سوئیٹر لا دیتا ہے۔ ہم مانگتے مانگتے تھک گئے ہیں، آپ ہماری تمام جائز اور نیک حاجتیں سب بامراد فرما کر ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے۔

اور ایک دعا اور کرتا ہوں کہ اے خدا! ہم اپنے نالائقیوں سے آپ کو خوش نہیں کر سکے، بشری کمزوریوں سے اور نفس کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر ہم نے بارہا آپ کو ناراض کیا ہے اور حرام لذّت کشید کی ہے، ہم ندامت کے ساتھ اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ ان سے توبہ و استغفار کرتے ہیں، ان پر شرمسار ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار اور امروز گار ہیں، ہم تو آپ کو اپنی نالائقیوں کی وجہ سے خوش نہیں کر سکے مگر آپ ہم سب کو خوش کر دیجیے، آپ تو ہماری خوشیوں کے منتظر و مشتاق نہیں ہیں لیکن ہم آپ کی خوشی اور عطائے

---

۱۲ روح المعانی: ۱۸۵/۴، النساء(۱)، دار احیاء التراث، بیروت

مسرت کے منتظر اور مشتاق ہیں، اگر آپ ہمیں خوش نہیں کریں گے، ہماری حاجت پوری نہیں کریں گے تو آپ بتائیے کہ ہم کس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلائیں، سوائے آپ کے ہمارا کوئی نہیں ہے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں، ہم کس کے آگے اپنی خواہش پیش کریں، ہم کس کے آگے اپنی آرزو پیش کریں؟ بچے اپنے ابّا سے آرزو پیش کرتے ہیں اور بندہ اپنے ربّا سے آرزو پیش کرتا ہے۔ اس لیے ہماری نالائقیوں کو معاف کرتے ہوئے ہماری سب جائز آرزو پوری کر دیجیے اور ہمارا ظاہر و باطن اپنی مرضی کے مطابق بنا دیجیے، اپنی خوشیوں کے مطابق ہماری زندگی کو تبدیل فرما دیجیے۔ جب جاپان خراب موٹروں کو ری کنڈیشن کر سکتا ہے تو آپ ہمارے خراب قلب کو، ہمارے دل کی موٹروں کو ری کنڈیشن کر کے اللہ والوں کے دل ہمارے سینوں میں ڈال دیجیے۔ جیسے ایک مریض نے برطانیہ میں اپنے دل کا آپریشن کرایا تو برطانیہ کے ڈاکٹر نے بتایا کہ میں نے آپ کے جسم کی فوکس ویگن میں مرسڈیز کار کا انجن ڈال دیا ہے، اب آپ دُہرا کام کریں گے۔ تو اے خدا! ہماری فوکس ویگن کے نہایت ہی کمزور و خستہ، گناہوں کے عادی اور ہمت چور دل میں مرسڈیز کا انجن ڈال دیجیے، اولیاء اللہ کا دل ڈال دیجیے تاکہ ہم آپ کو ایک لمحہ ناراض نہ کریں اور ہر لمحۂ حیات آپ پر فدا رہیں۔ اور ہم سب آپ کے اوپر بِجَمِیْعِ أَعْضَاءِ نَا وَ بِجَمِیْعِ أَجْزَاءِ نَا و بِجَمِیْعِ کَیْفِیَّاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ کَمِّیَاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ أَنْفُسِنَا وَ بِجَمِیْعِ أَوْقَاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ لَمْحَاتِنَا وَ بِجَمِیْعِ لَحْظَاتِنَا فدا ہوں، ہر وقت آپ پر فدا رہیں اور اولیاء صدیقین کی خط انتہاء پر قائم رہیں۔ آپ ہماری آہ کو قبول کر لیجیے کیوں کہ آپ اگر قبول نہیں کریں گے تو اے خدا آپ کے علاوہ دونوں جہاں میں ہمارا کوئی نہیں ہے جو آہِ اختر کو شرفِ قبولیت بخشے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا، نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَآ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بدنظری کرنے والے پر اور جو خود کو بدنظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بدنظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔ ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہوجانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہوجائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہوجائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللهُ اَللهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

❁❁❁❁

کوئی مومن ایسا نہیں ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ وہ اچھے کام کر کے ولی اللہ ہو جائے اور برے کاموں سے بچ جائے، لیکن شیطان اور نفس اس کے دل میں گناہوں کے تقاضے ڈالتے رہتے ہیں۔ نفس کا مزاج بالکل وہی ہے جو جہنم کا ہے۔ جیسے جہنم کا پیٹ گناہ گاروں سے نہیں بھرتا اسی طرح نفس کا پیٹ بھی گناہوں سے نہیں بھرتا اور ہر گناہ کے بعد دوسرے گناہ کی خواہش مزید شدت سے کرتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''تقویٰ اور ولایت کا تلازم'' میں اسی مضمون کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح گناہ اللہ سے دور کرتے ہیں اسی طرح تقویٰ اللہ کا قرب عطا کر کے اللہ کا ولی بناتا ہے۔ اللہ کا ہر ولی متقی اور ہر متقی اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقویٰ اور ولایت میں تلازم ہے۔

AW149

ناشر